شادی بیاہ

اصلاحی تحریک

از

جناب ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ،

ھدیہ بطورِ صدقہ جاریہ
۱ روپیہ

کل کو یاد رکھیے

ہمارا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم آخرت کے مسافر ہیں، موجودہ زندگی ہماری اصل زندگی کا بہت چھوٹا سا حصہ ہے، ہم بہت جلد اپنی زندگی کے مرحلے میں داخل ہونے والے ہیں۔ اس حقیقت کو یاد رکھنا اور آج کی دنیا کے نفع نقصان کے بجائے آنے والی ابدی زندگی کے نفع نقصان کو سامنے رکھکر زندگی گذارنا اسی کا نام دین ہے۔

اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ کل ان کا کیا انجام ہونے والا ہے تو ان کا آج انکے لئے بے لذت ہو جائے گا، یہ آنے والے کل سے بے خبری ہے جس نے لوگوں کے آج کو ان کے لئے لذیذ بنا دیا ہے۔

ہر آدمی اپنے آج میں الجھا ہوا ہے کسی کو اپنے کل کی خبر نہیں حالانکہ موت ہر روز ہمارے آج کو باطل کر کے ثابت کر رہی ہے کہ آج کی ــــ اور نہ آج کی چیزوں کی اس کے نزدیک کوئی حقیقت نہیں ہے۔

کسی نے اپنی دنیاوی زندگی کو کامیاب بنا لیا تو اکثر وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اس کی آخرت بھی ضرور کامیاب رہے گی۔ حالانکہ دونوں میں کوئی لازمی تعلق نہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجھے گذشتہ چند سالوں میں احباب و رفقاء کے شدید تقاضے پر متعدد احباب کے یہاں شادی کے موقع پر نکاح پڑھانے کا اتفاق ہوا۔ میرا معمول ان مواقع پر یہ رہا کہ خطبۂ نکاح کی صورت یہ نہ ہوتی کہ جیسے محض دولہا ہی کو سنانا مطلوب ہے یا صرف بطور جنتر منتر پڑھ دینا مقصود ہے۔ بلکہ خطبۂ نکاح ایک باقاعدہ خطاب کی صورت میں ہوتا اور اس میں ان آیات واحادیث کی وضاحت ہوتی جو نکاح کے مسنون خطبے میں آتی ہیں۔ ساتھ ہی مروجہ رسومات پر کچھ تنقید بھی ہوتی اور اصلاح احوال کے لئے کچھ مشوروں اور نصیحتوں کا سلسلہ بھی جاری رہتا جن میں خصوصی زور اس بات پر دیا جاتا رہا کہ ہمیں شادی بیاہ کے پورے معاملے کو زیادہ سے زیادہ مطابق سنت بنانا چاہیئے اور جو انسانی رسوم و رواج کے باعث ہوئے ہیں ان سب کو ترک کر دینا چاہیئے۔ مثلاً یہ کہ نکاح مسجد میں ہونا چاہیئے۔ جہیز اور بری وغیرہ کی نمائش بالکل نہیں ہونی چاہیئے۔ گھروں کی تزئین و آرائش اور خصوصاً روشنی وغیرہ پر اسراف سے بچنا چاہیئے اور دعوت طعام صرف ایک ہونی چاہیئے۔ یعنی دعوتِ ولیمہ لڑکی والوں کی جانب سے نکاح کے موقع پر دعوتِ طعام کا سلسلہ بند ہونا چاہیئے وغیرہ وغیرہ احباب کا کرم تھا کہ وہ یہ ساری باتیں سُن کر نگاہیں نیچی کر لیتے تھے۔ بلکہ بسا اوقات مجالس نکاح کے شرکاء کی جانب سے اس وعظ کی بڑی تحسین بھی ہوتی تھی۔ تاہم عملاً معاملہ وہی تھا کہ "زمین جنبد نہ جنبد گل محمد" اس لئے کہ ان بھاری پتھروں کا راستہ سے ہٹانا کوئی آسان کام بہر حال نہیں ہے اور اس کے لئے بڑے پختہ عزم اور مصمم ارادے کی ضرورت ہے۔

یہ معاملہ چل ہی رہا تھا کہ نومبر ۱۹۷۲ء میں راقم کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر ابصار احمد کی شادی کا مرحلہ آ پہنچا تو ذہن اس جانب منتقل ہوا کہ جو کچھ دوسروں کو بطورِ نصیحت کہتے رہے

ہواب یا تو خود اس پر عمل کر کے دکھاؤ ورنہ ان باتوں کا کہنا بھی چھوڑ دینا چاہیے ۔ گویا بقول علامہ اقبال ؒ "یا سراپا نالہ بن جا یا نوا پیدا نہ کر" خوش قسمتی سے جہاں رشتہ طے پایا تھا وہ خود بہت پختہ دینی مزاج کے حامل تھے ۔ گویا اصل مسئلہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی حل کر دیا تھا چنانچہ بحمداللہ کوئی دقت پیش نہ آئی اور جو نہی میں نے ان کے سامنے پورا معاملہ رکھا انہوں نے فوراً بر ضا و رغبت آمادگی کا اظہار کر دیا ۔ اگرچہ بعد میں بعض دوسرے اعزہ و اقارب نے معاملے کو سخت ردّ و قدح اور طعن و استہزاء کا موضوع بنایا اور کسی قدر تلخی بھی پیدا کر دی تاہم بحمداللہ یہ شادی ٹھیٹھ سنتِ نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق ہوئی ۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

شادی بیاہ کی رسومات کے سلسلے میں اصلاح کا یہ عمل کراچی کی بعض تجارت پیشہ برادریوں میں بہت عرصے سے جاری ہے ۔ چنانچہ راقم اکثر تقاریبِ نکاح میں اپنی اس حیرت کا اظہار کرتا رہا ہے کہ تعجب کی بات ہے کہ کراچی سے جس برائی کا آغاز ہو اسے تو لاہور یا پنجاب کے دور دراز گوشوں تک پہنچنے میں کوئی دیر نہیں لگتی ۔ لیکن ایک بھلا کام جو وہاں عرصے سے ہو رہا ہے اس کے بارے میں یہاں تا حال سوچا بھی نہیں گیا ۔ اب راقم نے اس کام کا بیڑا اٹھا لیا ہے اور انگریزی کے مقولے ـــــ

"CHARITY BEGINS AT HOME" کے مطابق اس کا آغاز بھی اپنے گھر ہی سے کر دیا ہے ۔ تو اوّل مرحلے میں قارئین "میثاق" ہی کی خدمت میں استدعا ہے کہ وہ ان معاملات پر سنجیدگی سے غور کریں ۔

۱ ۔ جہاں تک نکاح کی تقریب کے مساجد میں انعقاد کا معاملہ ہے وہ ایسی مشکل بات نہیں ہے ۔ اکثر لوگ اس پر جلد ہی راضی ہو جاتے ہیں ۔ اس لئے کہ بات بھی واضح ہے چنانچہ بہت سے مواقع پر جب دو باتیں اس ضمن میں کہی گئیں تو واقعہ یہ ہے کہ جملہ حاضرین

کی پیشانیاں عرقِ ندامت سے نم ہو گئیں اور ان کے چہروں پر حقیقی تاثر کے اثرات نمایاں ہو گئے ایک یہ کہ جب تاجدارِ عالم اور محبوبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر اور دخترِ نیک اختر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح مسجد میں ہوا تو ہم سے کون ہے جو اپنے آپ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ باعزت یا اپنی بیٹی کو سیدۃ النساء اہل الجنتہ سے افضل سمجھتا ہو اور اسے مسجد میں نکاح پڑھوانے میں عار محسوس ہو؟ اور دوسرے یہ کہ ہمیں شرم آنی چاہیئے کہ عیسائیوں نے اس کے باوجود کہ ان کو مذہب سے لگاؤ نہ ہونے کے برابر ہے تاحال کلیسا کا درجہ اس قدر بلند رکھا ہے کہ لڑکا اور لڑکی دونوں نکاح کے لئے وہاں حاضر ہوتے ہیں اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم نے مسجد کا مقام اس درجہ گرا دیا کہ وہاں نکاح پڑھوانے کو عار جانتے ہیں۔ حالانکہ شریعت نے واضح راہ کھول دی ہے کہ لڑکی کی طرف سے اس کا وکیل دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح خواں کو اجازتِ ایجاب دیتا ہے۔ اس طرح جب لڑکی کا خود مجلسِ نکاح میں موجود ہونا ضروری نہیں تو آخر اس کے گھر پر اس تقریب کا انعقاد کیوں ضروری سمجھ لیا گیا ہے۔ راقم کے خیال میں یہ دونوں دلیلیں اتنی قوی اور مؤثر ہیں کہ اگر ان کو عام کر دیا جائے تو اکثر لوگ تقریبِ نکاح کے مسجد میں انعقاد پر برضا و رغبت آمادہ ہو جائیں گے۔ ویسے دو مزید دلیلیں جو یقیناً قابلِ لحاظ ہیں، یہ ہیں کہ اولاً نکاح کے بعد جو... دعائے خیر دولہا اور دلہن کے لئے کی جاتی ہے اس کا بہترین ماحول مسجد میں ہوتا ہے نہ کہ شادی والے گھر کی ہنگامہ خیز فضا میں، اللہ کے کسی گھر میں کسی نماز کے معاً بعد یہ تقریب منعقد ہو اور اس کے بعد اس پاکیزہ ماحول میں اللہ کا نام لے کر نئے گھر کی آبادی اور خوشحالی اور دین و ایمان کی سلامتی اور باہمی الفت و محبت کی دعا کی جائے تو امید واثق ہے کہ اس کی تاثیر کم از کم دو چند ہو جائے گی۔ اور ثانیاً یہ کہ اس سے شامیانوں، قناتوں، قالینوں، صوفوں اور کرسیوں اور رنگا رنگ کی آرائشوں پر صرف ہونے والا پیسہ بچ جائے گا

بچے کسی اور نیک کام کے لئے صرف کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ نکاح کے موقع پر دعوتِ طعام سے احتراز کا معاملہ البتہ ذرا کڑوی گولی ہے جو آسانی سے حلق سے نہیں اترتی۔ لیکن ذرا غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاملہ پہلے معاملے سے بھی زیادہ صاف اور واضح ہے۔

اس سلسلے میں ایک دلیل تو خالص دینی اور مذہبی ہے۔ یعنی یہ کہ...
ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں زندگی کے ہر گوشے سے متعلق مفصل ہدایات دے دی ہیں۔ یہاں تک کہ ہم فخر سے کہتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں استنجا اور طہارت کی بھی مفصل تعلیم دی ہے تو کیا کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ شادی بیاہ ایسے معاملات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کوئی کوتاہی رہ گئی ہے جس کی تلافی کی کوشش ہمیں از خود کرنی ہے اگر اس سوال کا جواب نفی میں ہو اور یقیناً نفی ہی میں ہے تو ہمیں سوچنا چاہیئے کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کے ضمن میں دعوتِ ولیمہ کی تاکید فرمائی اور اس کی اس لازمی بُرائی کا ذکر کرنے کے باوجود کہ۔

يُدْعَى إِلَيْهِ الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِينُ — بِئْسَ الطَّعَامُ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ (حدیث)

یعنی دعوتِ ولیمہ بھی کیا ہی بری دعوت ہے جس میں صاحب حیثیت لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور محتاجوں سے صرف نظر کر لیا جاتا ہے۔ اس منفیت حکم کے علاوہ کہ جسے ولیمے میں بلایا جائے وہ ضرور جائے۔

إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا (حدیث)

جب تم کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو قبول کرو۔ مزید تہدید بھی فرمائی کہ۔

فَمَنْ لَمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ (حدیث)

یعنی جو دعوت میں (بلا عذر) شریک نہ ہوگا اس نے (گویا) اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کا

ارتکاب کیا۔ تو نکاح کے موقع پر لڑکی والوں کے یہاں بھی دعوتِ طعام کوئی اچھا کام ہوتا اور اس میں کوئی بھی پہلو خیر کا موجود ہوتا تو کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس کا حکم نہ دیتے یا کم از کم درجہ استحباب ہی میں اس کا ذکر نہ فرماتے؟ اور جب اس کا کوئی ذکر ہمیں کسی حدیث میں نہیں ملتا تو کیا یہ ایک خواہ مخواہ کی بدعت نہیں؟ اور کیا یہ ان اِصْرٌ اور اَغلال[2] کے قبیل کی چیز نہیں۔

جن کے بوجھ سے انسانوں کی گردنوں کا آزاد کرنا مقاصدِ نبوت میں شامل ہے؟

دوسری دلیل وہ ہے جو ہر صاحبِ عقلِ سلیم کو اپیل کرے گی یعنی یہ کہ شادی کا موقع لڑکی والوں کے لئے ویسا کھلی خوشی کا موقع نہیں ہوتا جیسا لڑکے والوں کے لئے ہوتا ہے، لڑکے کے لئے یہ خانہ آبادی کا موقع ہوتا ہے اور لڑکے والے کے گھر میں ایک فرد کا اضافہ ہو رہا ہوتا ہے۔ لہٰذا اصل خوشی وہاں ہوتی ہے (یہی وجہ ہے کہ شارع علیہ السلام نے دعوتِ عرس کا حکم لڑکے ہی کو دیا) لڑکی کے والدین کو اس کی شادی کے موقع پر اگرچہ اس پہلو سے ایک احساسِ اطمینان ضرور ہوتا ہے کہ ایک اہم فرض ادا ہو گیا اور ذمہ داری کا ایک بھاری بوجھ کاندھے سے اتر گیا لیکن صحیح معنی میں ان کے یا لڑکی کے بھائی بہنوں کے لئے یہ خوشی کا موقع ہرگز نہیں ہوتا بلکہ عام مشاہدہ یہ ہے کہ لڑکی کی رخصتی کے وقت سب اہلِ خانہ اشکبار ہوتے ہیں۔ گھر کا ایک فرد، ماں باپ کی لاڈلی اور ناز و نعم کی پلی ہوئی بچی، بہنوں اور بھائیوں کی پیاری، ماں جائی کا گھر سے رخصت ہونا ظاہر ہے کہ ہرگز خوشی کی بات نہیں ——— اس پر مستزاد ہیں۔ مستقبل کے اندیشے، جو ہر طرح کے حزم و احتیاط کے

---

[1] واضح رہے یہ تمام حدیثیں مسلم شریف سے ماخوذ ہیں۔

[2] وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ (سورہ اعراف)

ترجمہ۔ اتارتا ہے ان کے بوجھ اور ان کی گردنوں کے طوق۔

باوجود بہرحال بالکل ختم کسی طرح نہیں ہو سکتے کہ کیا معلوم بناہ ہو یا نہ ہو اور بیل منڈھے چڑھے یا نہ چڑھے ـــــ ان حالات میں اس گھر پر اور اپنی گھر والوں کے ہاتھوں تو ڑے اور ملتجیانہ اڑانا یقیناً بڑی ہی دناءت طبع اور سفلہ مزاجی کا معاملہ ہے ایک غیرت مند اور باحمیت انسان کے لیے یہ چیز الّا آنکہ ذہن ادھر منتقل نہ ہوا ہو بڑی ہی قابل عذر ہے۔

۲۔ اب اگر یہ دونوں چیزیں اظہر من الشمس ہیں۔ یعنی نکاح کی تقریب مسجد میں ہو اور اس موقع پر دعوتِ طعام کو پروگرام سے خارج ELIMINATE کر دیا جائے تو خود بخود۔۔ بارات کا پورا تصور ہی ختم ہو جاتا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ یہ ہے ہی ختم کیے جانے کے لائق بلکہ صد لائق۔ خدا کا شکر ہے کہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے پورے ذخیرے یہاں تک کہ جتنی عربی راقم کو آتی ہے اکم ازکم اس کی پوری لغت میں کوئی لفظ ایسا موجود نہیں ہے جس کا ترجمہ لفظ بارات کیا جا سکے اور جس طرح یہ لفظ خالص عجمی ہے اسی طرح اس کا پورا تصور بھی خالص عجمی ہے اور اس کا وہ نقشہ تو خالص ہندوانہ ہے جو ہمارے ذہنوں میں شادی بیاہ کے لوازم کی حیثیت سے رچ بس گیا ہے۔ یہ ایک جتھے کی صورت میں جمع ہو کر اور باقاعدہ چڑھائی کے انداز میں لڑکی والے کے گھر جانا اور پھر لڑکی کا ڈولا لے کر فاتحانہ انداز میں لوٹنا خالص ہندوانہ تصور ہے جس کی بیخ کنی لازماً کی جانی چاہیے

بارات کا متذکرہ بالا تصور نہ صرف یہ کہ خالص عجمی ہی نہیں خالص ہندوانہ ہے۔ بلکہ ذرا غور کیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ بڑی کم ظرفی کا مظاہرہ بھی لیے ہوئے ہے بڑی شان و شوکت کے ساتھ دندناتے ہوئے جانا اور لڑکی والوں پر پورا رعب جھاڑتے ہوئے بطرز استحقاق پلاؤ زردے اڑانا اور پھر فاتحانہ شان میں مالِ غنیمت سے لدے پھندے واپس آنا۔ حیرت ہے کہ کیوں لوگوں کو محسوس نہیں ہوتا کہ ان چیزوں کی اس دین سے کسی طور پر کوئی مناسبت نہیں ہو سکتی جو ہر معاملے میں شرافت و مروّت، وقار و متانت

اور دوسروں کے جذبات کے پاس ولحاظ کی تعلیم دیتا ہے۔

بہر حال شادی بیاہ کے سلسلے میں یہ وہ ناپاک تثلیث (UNHOLY TRIO ہے جو مل جل کر ایک وحدت بن گئی ہے یعنی عیسائیوں ہی کے قول کے مطابق توحید بھی ہے اور تثلیث بھی THREE IN AND ONE IN THREE

اور بہتر یہی ہے کہ ان تینوں کی جڑوں پر بیک وقت ضرب کاری لگائی جائے ورنہ اگر کسی ایک کی بیخ کنی پر اکتفا ہوئی تو باقی دونوں فوراً اس تیسری کو بھی از سرِ نو زندہ کرلیں گی۔ اس سلسلے میں بعض لوگوں کا یہ خیال بالکل درست نہیں ہے کہ رفتہ رفتہ اور تدریجاً اصلاح کی طرف قدم بڑھائے جائیں۔ ایسے معاملات میں ایک ہی بار ایک کڑا اقدام مفید بھی رہتا ہے اور پائیدار بھی!

چنانچہ راقم الحروف نے کم از کم اپنی ذات کی حد تک تو بعض فیصلے کر لئے ہیں۔ جن پر توفیق ایزدی تا زندگی قائم رہنے کا عزم مصمم ہے الا یہ کہ ان میں سے کسی کا غلط ہونا کوئی صاحب ازراہِ کرم دلائل سے ثابت کر دیں۔ ان کا اعلان راقم اپنے قریبی اعزہ و اقارب کے حلقے میں پہلے ہی کر چکا ہے۔ اب اس تحریر کے ذریعے جملہ احباب و رفقا مطلع ہو جائیں کہ آئندہ راقم الحروف۔

۱ کسی بارات میں شریک نہیں ہوگا۔

۲ نکاح کے موقع پر کسی دعوتِ طعام میں شامل نہیں ہوگا۔ اور

۳ کسی ایسی تقریب نکاح میں شرکت نہیں کرے گا جو مسجد میں منعقد نہ ہو!

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس فیصلے پر کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ساتھ ہی جملہ احباب و رفقا کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ وہ اس مسئلے پر سنجیدگی سے غور فرمائیں اور

اگر بات دل کو لگے تو ہمت کر کے اپنے اپنے خاندانوں اور اپنی اپنی برادریوں میں اس پر باہمی گفت و شنید کے ذریعے متفقہ فیصلے کرانے کی کوشش کریں اور اگر اجتماعی فیصلے نہ ہو سکیں تو بھی ہمت مردانہ اور جرأت رندانہ سے کام لے کر خود یک طرفہ... فیصلوں کا اعلان کر دیں اس لئے کہ اس کے بغیر یہ کام ہرگز نہ ہو سکے گا اور معاشرتی اصلاح (SOCIALRE - FORMS) کا معاملہ محض گپ بازی کا موضوع بن کر رہ جائے گا۔ بقول علامہ اقبال ؂

لاکھ حکیم سر بجیب، ایک کلیم سر بکف!

(ماخوذ از ماہنامہ میثاق، لاہور)

- شادی و بیاہ کی مسرفانہ رسومات کے سلسلے میں رسالہ "وقت کا تقاضا"
- ولیمہ کا مسنون طریقہ ملاحظہ فرمائیں۔
- نیز "مال و دولت کا بہترین مصرف" اور "رسومات سوگ" بھی ہم سے طلب فرمائیے اور فہرست کتب مفت طلب فرمائیے۔

رسالہ ملنے کا پتہ

- حبیب ٹرسٹ، حبیب پارک۔ جوگیشوری، بمبئی نمبر ۱۰۲
- اسباق پبلیکیشنز ۱۸۳، نیتا پارک، ایروڈہ پونہ نمبر ۶

تبلیغ واصلاح

تبلیغ واصلاح کیلئے جہاد کے جذبہ کی ضرورت ہے مسلمان جو عبادت واطاعت کیلئے پیدا کیا گیا تھا، اب خود اپنی تعلیمات کو فراموش کر رہا ہے۔

اگر آپ اس کی ضرورت محسوس نہیں کرینگے تو الحاد، لادینی اور بےحیائی کا طوفان پوری قوم کو تباہ کر دے گا۔

اس امر کے باوجود کہ آپ نماز، روزہ اور شعائرِ اسلامی کے پابند ہیں تبلیغ کے فرضِ کفایہ کی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ بنی اسرائیل کی تاریخ گواہ ہے کہ کوئی قوم ہلاکت سے محفوظ نہیں ہے تاوقتیکہ وہ خود بھی عمل کرے اور اپنے بھائیوں کی اصلاح کیلئے بھی کوشش کرے۔

یہ آپ کا فرض ہے، اس کارِ خیر اور صدقۂ جاریہ میں حصہ لیجئے ان رسائل کی اشاعت اور مفت تقسیم کے لئے تعاون کیجئے، خود شائع کیجئے یا ہمارے ذریعہ شائع کرائیے ان کے بلاک فلم وغیرہ محفوظ ہیں۔ آپ بھی اسلامی تعلیمات پر عمل کیجئے اور اپنی اولادوں کو دین کی بنیادی تعلیم سے آراستہ کیجئے یہ ان کا حق اور آپ کا فرض ہے۔

اس کی طلب ہی آپکے ذمہ ہے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے، آمین

ملنے کا پتہ:- حبیب ٹرسٹ، حبیب پارک۔ جوگیشوری، ممبئی

• صدیقی ٹرسٹ کراچی اور جمیس فوٹ ویر، آگرہ سے شکریہ کے ساتھ۔

دورِ حاضر کے بعض شدید خطرناک فتنے اور گناہِ کبیرہ

جن کو ترک کئے بغیر دوزخ سے نجات نہ ہوگی

١. سفلی عمل کرنا اور کرانا۔

٢. غیر مشروع تعویذ گنڈے کرنا یا غیر شرعی کاموں کیلئے منّت ماننا۔

٣. ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔

٤. مردوں کا ٹخنوں سے نیچے پائجامہ ہونا۔

٥. نامحرم مردوں اور عورتوں کا بے محابا ملنا جلنا۔

٦. لغو تفریحات میں وقت ضائع کرنا۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں فواحشات و شہوانی اور حیا سوز مضامین اور راگ راگنی کا نشر ہونا اور ان کا دیکھنا و سننا، سینما دیکھنا، جوا کھیلنا۔

٧. عورتوں کا بے پردہ ہونا۔

٨. برہنہ سر رکھنا، گلا، بانہہ اور پیٹ کھلا رکھنا، باریک لباس پہننا۔

٩. شوہر کی امانت میں خیانت کرنا۔

١٠. دفاتر میں نامحرموں کے ساتھ کام کرنا۔

١١. بے پردہ بازاروں میں جانا۔

١٢. نوجوان لڑکی اور لڑکوں کا کالج میں مخلوط تعلیم حاصل کرنا۔

١٣. رشوت لینا اور دینا۔ سود لینا اور دینا۔ غیبت کرنا یا سننا۔

١٤. تصاویر کا رکھنا اور دیواروں پر لگانا۔ شوقیہ کتا پالنا۔

١٥. تقاریب شادی وغیرہ میں نمائش وغیرہ یا نمائش کیلئے روپیہ صرف کرنا جو اسراف و تبذیر ہے اور گناہِ کبیرہ ہے۔

(ملفوظات: از حضرت ڈاکٹر عبدالحی صدیقی عارفی مدظلہ)